پیش آؤں وہ سخت زبانی سے جواب دیں مگر اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو وہ حلم اور درگزر عطا فرما جو کمزوری کے شائبہ سے پاک ہو اور جس کی تعبیر تو نے ''عزم امور'' سے فرمائی ہے:

ولتعلمن من الذين اوتو الكتاب من قبلكم ومن الذين اشركو اذى كثيرا وان تصبر واوتتقوا فان ذلك من عزم الامور. (١٤)

اے مسلمانو! تم اہل کتاب اور مشرکین سے ایذاء کی باتیں بھی ضرور سنو گے لیکن اگر صبر و پرہیزگاری سے کام لیتے رہو تو بڑی ہمت کا کام ہے۔

جوہر وہ صبر آپ ہی دے گا اگر ہمیں ☆ ہے اعتبار وعدۂ صبر آزمائے دوست

اس لئے میرے معبود اور اے کائناتِ عالم کے پروردگار میں تجھ سے دولت کے انبار اور زر و جواہر کے ڈھیر نہیں مانگتا۔ میں تو تجھ سے صبر و استقامت کی درخواست کرتا ہوں ایک دردمند اور عاجز بندے کی طرح ظلم و ناانصافی کے خلاف حق و صداقت کے ہتھیاروں سے جنگ کرنا چاہتا ہوں۔

خداوندا تو دل کے چھپے ہوئے بھیدوں اور پردہ ہائے قلب کے رموز و اسرار کا علیم و خبیر ہے اگر میرے دل میں کچھ کھوٹ ہو تو پنے لطف بندہ پروری سے اس کو دور کر اور میری نیت، میرے قول اور میرے عمل کو صدق و صفا کے زیور سے آراستہ فرما دے تا کہ صداقت و راستی کا دریا میرے قلب کی گہرائیوں میں موجزن ہو جائے کیونکہ تو حق پرستی کو دوست رکھتا اور صداقت و راستی کو پیار کرتا ہے۔ میرے مالک اور میرے آقا میرا ملک میری قوم جو کروڑ ہا نفوس پر مشتمل ہے خانہ جنگی میں مبتلا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تیری نصرت بخشی میرا ساتھ دے اور میں اپنی قوم اور اپنے ملک کو اس ہلاکت و بربادی کے دوزخ سے نکال کر صلح و سلامتی اور امن و آشتی کے بہشت زار حیات میں لا کر کھڑا کر دوں اور (پاکستان) جو سالہا سال سے آپس کے لڑائی جھگڑوں سے جہنم کدۂ فساد بنا ہوا ہے وہ پھر جنت نشان بن جائے۔ گو حالت نہایت یاس افزا اور مایوس کن ہے مگر اے وہ ذات پاک کہ: **يخرج الميت من الحى(١٥)**

تیری شان سے میں مایوس نہیں ہوں اور کیوں کر مایوس ہو جاؤں جبکہ مژدہ:

لا تقنطو امن رحمة الله (١٦) اور فرمان **لا تيئسو امن روح الله (١٧)**

موجود ہے۔ پس اے مایوسی کو کامیابی، ناامیدی کو امید اور نامرادی کو کامیابی و کامرانی

سے بدل دینے والے قادر ذوالجلال ہم پر رحم کر، تو نے ابراہیمؑ کو نمرود سے نجات دلائی، موسیٰ کو فرعون سے چھٹکارا دلایا، ہم بھی مظلوم ہیں اور محکوم، ہم کو بھی غلامی کی زنجیروں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے پاک اور روحانی طاقت عطا فرما یعنی ہمارے قلوب کو سمندروں کا سا جوش وخروش، پہاڑوں کی سی مضبوطی اور عزم ووقار اور زمین کی سی عجز وفتادگی اور تحمل وبرداشت مرحمت فرما تاکہ آزادی کی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ہم کسی کوشش سے دریغ نہ کریں اور نہ کسی ناکامی ونامرادی سے نہ گھبرائیں اور انہیں کی تقلید کریں جن کے بارے میں تو نے فرمایا ہے:

فماو هنوا لما اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وماستکانوو الله یحب الصابرین(۱۸)

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم(۱۹) ﴿آمین ثم آمین﴾

زمانہ منقلب ہے انقلاب آیا ہی کرتے ہیں اندھیرے رات میں کچھ دیر کو چھایا ہی کرتے ہیں
خزاں کے بعد دور فصل گل آتا ہے گلشن میں چمن والو! خزاں میں پھول مرجھایا ہی کرتے ہیں
جنہیں آتا ہے مرنا اپنی عزت اور اصولوں پر وہ اپنی برتری دنیا سے منوایا ہی کرتے ہیں

آخری بات جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا اور شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

چیف ایڈیٹر
پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورہ بقرہ آیت ۲۸۶
۲۔ حالی
۳۔ سورہ یوسف، آیت ۱۰۱
۴۔ سورہ یوسف آیت ۵۶
۵۔ سورہ یوسف آیت ۵۳
۶۔ سورہ الروم، آیت ۳۰
۷۔ سورہ بقرہ، آیت ۳۰
۸۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۱۳
۹۔ سورہ النمل، آیت ۱۶۲
۹۔ الحدیث
۱۰۔ سورہ ابراہیم، آیت ۱۲
۱۱۔ سورہ ص، آیت ۴۴
۱۲۔ سورہ المائدہ، آیت ۲۸
۱۳۔ سورہ الصفت، آیت ۱۰۲
۱۴۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۸۶
۱۵۔ سورہ الروم، آیت ۱۹
۱۶۔ سورہ الزمر، آیت ۵۳
۱۷۔ سورہ یوسف آیت ۸۷
۱۸۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۴۶
۱۹۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۲۷

علامہ سید سلیمان ندویؒ اور ماہنامہ 'معارف' اعظم گڑھ

پروفیسر ڈاکٹر محمد سہیل شفیق
لیکچرر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

Prof. Dr. M. Sohail Shafiq

ABSTRACT:

Darul-Musannifeen Azamgarh has contributed a number of valuable publications in the discipline of social sciences. Monthly 'Maarif' is an organ of Darul-Musannifeen. It is an International Islamic Research Journal. Maarif is among those research journals that are being published regularly since the beginning of 20th century. Syed Suleman Nadvi, was its first Editor. He edited this journal for 32 years. He also wrote hundreds of articles which published in Maarif.

دارالمصنفین کے ساتھ ساتھ 'معارف' علامہ شبلی نعمانی کا خواب تھا جسے ان کی وفات کے بعد شرمندۂ تعبیر ہونا نصیب ہوا۔ علامہ شبلی نعمانی نے اپنی وفات سے پہلے دارالمصنفین کا ایک خاکہ تیار کیا تھا، لیکن اس کو عملی جامہ پہنا نہ سکے تھے۔ علامہ شبلی نعمانی کے رفقاء اور شاگردوں نے ان کے انتقال (۱۹۱۴ء) پر یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی بساط بھر ان کی تمام تحریکوں اور منصوبوں کو وہ زندہ رکھیں گے۔ سید سلیمان ندوی آپ کی رحلت کے بعد پونا کی ملازمت چھوڑ کر اعظم گڑھ چلے آئے، اور مولانا مسعود علی ندوی کے انتظامی تعاون اور مولانا عبدالسلام ندوی کے علمی اشتراک

سے ۱۹۱۵ء میں دارالمصنفین کی بنیاد ڈالی۔ (۱) اس کے بعد ایک علمی، دینی و تحقیقی ماہنامہ (معارف) کے اجراء کے لئے مراحل طے کئے گئے۔ ۱۹۱۶ء میں پریس قائم کر کے ماہنامہ معارف کا اجراء عمل میں آیا، دفتر اور کتب خانہ کی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ (۲)

علامہ شبلی نعمانی کے تلامذہ خصوصاً علامہ سید سلیمان ندوی کی بے نظیر علمی صلاحیت اور شبانہ روز جد و جہد اور انتھک محنت نے دارالمصنفین کو بامِ عروج پر پہنچانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کے پیش نظر ہمہ وقت یہ حقیقت رہی کہ قوموں کی تمام ترقیاں خیالات کی بلندی و اصلاح پر منحصر ہوتی ہیں اور ملک کے خیالات میں انقلاب صرف لائق اہلِ قلم ہی پیدا کر سکتے ہیں۔ یہی مقصد دارالمصنفین کے قیام کا تھا چنانچہ انھوں نے دارالمصنفین کے ذریعہ اہل علم وقلم کی تربیت پر خاص توجہ دی جس کا ثمرہ یہ مرتب ہوا کہ اہل علم وقلم کی ایک معتد بہ تعداد اسی ادارہ کی توجہ و تربیت کی بدولت مصنف بن کر نکلی۔ (۳) سید صاحب کی مسلسل محنت اور کوششوں نے دارالمصنفین کو ہندوستان کا ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا ایک موقر علمی و تصنیفی ادارہ بنادیا جس نے مسلمانوں کی علمی و فکری اور سیاسی تاریخ کی تدوین کے ساتھ تاریخ نویسی کا بلند معیار بھی دنیا کے سامنے پیش کیا۔

سید سلیمان ندوی کی شخصیت مجموعہ کمالات تھی۔ آپ ادیب و انشاء پرداز، شاعر، مفسر، محدث، متکلم، سوانح نگار، مورخ، محقق، نقاد اور ماہر تعلیم تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ سیرت نگار رسول اعظم ﷺ تھے۔ (۴) یہ امتیاز بھی سید صاحب کو حاصل ہے کہ آپ نے سیرت کا دائرہ صاحب سیرت ﷺ کی سیرت طیبہ، حالات و واقعات اور شمائل و عادات سے آگے بڑھا کر پیغام محمدی، تعلیمات نبوی اور شریعت اسلامی کے تمام شعبوں تک وسیع کر دیا ہے۔ بعثت محمدی اور سیرت نبوی کی وسعت و جامعیت، اس کی بے خطا رہبری و رہنمائی اور ہر عہد میں حیات انسانی اور نسل آدم کے لیے ہدایت و سعادت کے اس سامان کو آپ نے اس طرح علمی انداز میں پیش کیا، اور دوسرے پیشوایان مذاہب اور ان کی تعلیمات سے تقابلی مطالعہ کا ایسا اہتمام کیا کہ یہ کتاب ہر ملک کی نئی تعلیم یافتہ نسل کے لیے رشد و ہدایت کا ایک صحیفہ، اور ذات نبوی ﷺ سے گہرے تعلق کا

ایک قوی ذریعہ بن گئی۔(۵)

سید سلیمان ندوی ماہنامہ 'معارف' اعظم گڑھ کے پہلے مدیر تھے۔آپ نے ۱۹۱۶ء سے ۱۹۴۹ء تک معارف کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔۱۹۴۶ء میں سید صاحب نے نواب حمید اللہ خان والئی بھوپال کی دعوت پر بھوپال کے دار القضاء اور عربی مدارس کی سربراہی قبول فرمائی جہاں آپ چار برس تک رہے اس زمانے میں بھی دارالمصنفین اور معارف سے آپ کا قلبی و علمی تعلق باقی رہا اور اس کی نظامت بھی آپ کے ہاتھوں میں رہی۔۱۹۴۹ء میں سید صاحب پاکستان آگئے۔۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء میں ۶۹ سال کی عمر میں کراچی میں آپ کا انتقال ہوا۔(۶)

معارف اعظم گڑھ کا پہلا شمارہ رمضان المبارک کے مہینہ ۱۳۳۴ھ (مطابق جولائی ۱۹۱۶ء) میں سید صاحب کی ادارت میں نکلا۔شروع کے شماروں میں بیشتر مضامین آپ ہی کے ہیں۔رسالہ کی ادارت کے فرائض کے ساتھ ساتھ استاذ مرحوم (علامہ شبلی نعمانی) کے چھوڑے ہوئے مسودات اور سیرۃ النبی ﷺ کی ترتیب وتبویب میں بھی مشغول رہتے، رفقاء کے لیے علمی لائحہ عمل تیار کرنے اور دارالمصنفین کے مربیوں اور ہمدردوں کا حلقہ پیدا کرنے کا بار بھی آپ ہی پر تھا۔(۷)

جب معارف اشاعت پذیر ہوا تو پوری دنیا جنگ عظیم اول کی ہلاکت آفرینیوں سے گذر رہی تھی۔ہندوستان کی سیاسی بساط پر بھی بہت کچھ ہلچل تھی۔غیر یقینی کی ان فضاؤں میں جبکہ کاغذ کی گرانی اور سامان طبع کی نایابی کی وجہ سے بعض پرانے مطابع بھی بند ہورہے تھے۔ایک خالص علمی و تحقیقی ماہنامہ نکالنا بظاہر گھاٹے کا سودا بلکہ یک گونہ دیوانہ پن معلوم ہوتا تھا۔جب 'معارف' کا اجراء ہوا تو چند ہی قابل ذکر ماہنامے شائع ہورہے تھے مثلاً کانپور سے ''زمانہ''، لکھنو سے ''الناظر''، آگرہ سے ''نقاد'' اور لاہور سے ''مخزن'' نکلتے تھے۔ان میں سے ''الناظر'' کے سوا تمام رسائل ادبی نوعیت کے تھے، بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سنجیدہ، ٹھوس، علمی و تحقیقی مضامین کی نہ ملک میں مانگ ہے نہ ذوق۔لیکن جب معارف شائع ہونا شروع ہوا تو اس کی پذیرائی نے اس

مفروضہ کو غلط ثابت کر دیا۔(۸)

سید سلیمان ندوی معارف کے پہلے شمارے میں شذرات کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''ملک میں اس وقت علم و مذہب کے متعلق جو خیالات بھی پھیلے ہوئے ہیں وہ بالکل غیر معتدل ہیں، کچھ ایسے اشخاص ہیں جو عقل پرستی کے غرور میں مذہب اور مذہبی علوم کے ساتھ تمسخر سے نہیں شرماتے، دوسری طرف حامیان مذہب وعلوم مذہبی کا جمود عام ہے جو عقل وعلم، مصالح وحکم، فلسفہ و اسرار کی ضرورت سے منکر ہے، ملک میں دونوں قسم کے مضامین اور تصنیفات ہر روز شائع ہوتے ہیں، ہماری جماعت صلح عام کی منادی ہے، وہ دونوں فریق کو دعوت دیتی ہے، وہ جدید علوم، تازہ خیالات، نئی تحقیقات کی بجان ودل خریدار ہے، لیکن اس کے معاوضہ میں بزرگوں کا اندوختہ نہیں کھونا چاہتی، ان نادانوں پر ہنسی آتی ہے جو تمام سرمایہ عمر دے کر بازار فرنگ کی ہر چمکتی ہوئی چیز کے خریدار بن جاتے ہیں، ہر چیز کو خریدنے سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ کیا ہمارے بزرگوں کے تاریک تہہ خانوں میں، ویران خرابوں میں اور مدفون خزانوں میں یہ موجود تو نہیں؟ اگر ہیں تو وہ کون احمق ہوگا جو گھر میں ایک چیز چھوڑ کر اسی کی تلاش میں گلیوں اور بازاروں کی آوارہ گردی قبول کرے گا۔(۹)

ماہنامہ معارف کے مقاصد اور اہداف کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

''معارف سے جن خدمات کی توقعات رکھنی چاہیے اور اس کے مقاصد میں جو نوعیت پیش نظر ہوگی وہ حسب ذیل ہے:

''فلسفہ حال کے اصول اور اس کا معتد بہ حصہ پبلک میں لایا جائے عقائد

اسلام کو دلائل عقلی سے ثابت کیا جائے۔علوم قدیمہ کو جدید طرز پر از سرنو ترتیب دیا جائے۔علوم اسلامی کی تاریخ لکھی جائے اور بتایا جائے کہ اصل حصہ کہاں تک تھا اور مسلمانوں نے اس پر کیا اضافہ کیا۔علوم مذہبی کی تدوین اور اس کے عہد بہ عہد کی ترقیوں کی تاریخ ترتیب دی جائے،اکابر سلف کی سوانح عمریاں لکھی جائیں جن میں زیادہ تر ان کے مجتہدات اور ایجادات سے بحث ہو۔عربی زبان کی نادر الفن اور کمیاب کتابوں پر ریویو لکھا جائے اور دکھایا جائے کہ ان خزانوں میں ہمارے اسلاف نے کیا کیا زر و جواہر امانت رکھے ہیں اور سب سے آخر لیکن سب سے اول یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق عقلی،ادبی،تاریخی،تمدنی اور اخلاقی مباحث جو پیدا ہو گئے ہیں ان پر محققانہ مضامین شائع کیے جائیں۔اگر صرف انھی مقاصد پر قناعت کر لی جائے تو بھی ہمارے نزدیک بڑا کام ہے لیکن چونکہ یہ مضامین عموماً روکھے پھیکے اور مذاق عام میں بے مزہ ہوں گے۔اس لئے ادبیات،مباحث حاضرہ،مطبوعات جدیدہ،انتقاد و تقریظ اور استفسارات علمیہ کے عنوانات سے ان کی تلخی دور کرنے کی کوشش کی جائے گی''۔(۱۰)

سید صاحب کے شذرات نہایت اہم ہوتے تھے۔عموماً مختلف النوع وقتی امور و مسائل اور کبھی کبھی مستقل معاملات پر شذرات میں اظہار خیال کرتے تھے،اس لیے ان کے شذرات ،مسائل و مباحث کے تنوع کی حیثیت سے دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتے ہیں،اور ان سے گذشتہ پینتیس سال کی قومی و ملی تحریکوں،مختلف خیالات و رجحانات اور دوسرے پیش آمدہ حالات و واقعات کی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے۔(۱۱) سید صاحب اپنے شذرات کے ذریعے مسلمانوں کو دینی اور ملی احیاء کی تلقین فرماتے رہے۔ان کے آخری شذرات جون ۱۹۵۰ء کے معارف میں

شائع ہوئے، جس کا آخری ٹکڑا یہ ہے:

> ''ہم ہندو مسلمانوں کے ملاپ اور میل جول پر دل سے یقین رکھتے ہیں، لیکن یہ قطعاً ضروری نہیں کہ اس غرض کو دین دھرم کا فرق مٹا کر ہی حاصل کیا جاسکتا ہے، بلکہ ہندو ہندو اور مسلمان مسلمان رہ کر بھی اس غرض کو حاصل کر سکتے ہیں، جس کی مثالیں انگریزوں کی دی ہوئی تعلیم سے پہلے ہندوستان میں کثرت سے تھیں اور اب بھی ہیں۔'' (۱۲)

ماہنامہ معارف کے مقاصد میں ایک یہ بھی تھا کہ اسلام اور اسلامی علوم وفنون کی تاریخ مرتب کی جائے اور اسے جدید اسلوب و انداز کے مطابق پیش کیا جائے۔ چنانچہ سید صاحب نے معارف میں خود بھی تاریخ اسلام اور ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے علمی و تمدنی پہلوؤں پر مقالات لکھے۔ اور مستشرقین کے تعصبات پر مبنی بیانات کی تردید کی۔ سید صاحب نے دو درجن سے زائد علمی، ادبی، تحقیقی اور تاریخی کتب سپرد قلم کیں۔ اس کے علاوہ علم و ادب، تحقیق و تنقید اور تاریخ کے موضوع پر سینکڑوں مقالات بھی سپرد قلم کیے جو ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ کے علاوہ ملک کے دوسرے اہم علمی رسائل کے صفحات میں منتشر و محفوظ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مستقل علمی کارنامہ اور حکمت و دانش، دقت نظری، دقیقہ رسی اور معلومات کا گنجینہ ہے۔ ان میں سے بعض اہم علمی و تاریخی مقالات کو تین جلدوں میں مرتب کر کے مقالات سلیمان کے نام سے دارالمصنفین نے شائع کیا ہے۔ (۱۳)

سید صاحب، معارف کے شذرات لکھتے وقت ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ کہیں سے انا کی بو نہ آئے، اکثر ایسا ہوا کہ اگر کہیں ''میں'' لکھ جاتے تو اس کو کاٹ کر ایڈیٹر معارف یا خاکسار یا ہیچمدان بنا دیتے۔ اپنے نام کی رعایت سے ہیچمدان ہی لکھنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ اپنی تحریر کے مسودے اکثر اپنے شاگردوں کو نظر ثانی کرنے کے لیے بلا تکلف دے دیتے اور ان کے مشوروں کو قبول کرنے میں مطلق تامل نہ کرتے۔ (۱۴)

معارف کے پہلے شمارے (جولائی ۱۹۱۶ء) میں ان کا مقالہ ''روزہ'' پر تھا۔ ۱۹۱۷ء کے علمی مضامین میں ''اہل السنت والجماعت'' بڑا مقبول ہوا۔ پہلے یہ معارف کے کئی نمبروں میں شائع ہوا، پھر رسالہ کی صورت میں چھپا، اس کے کئی ترجمے ملیالم، تیلگو اور بنگلہ زبانوں میں بھی ہوئے۔(۱۵) ۱۹۱۸ء کے معارف میں ان کے جو مضامین شائع ہوئے، ان میں ''ہندوؤں کی علمی اور تعلیمی ترقی میں مسلمانوں کی کوششیں'' کی طرف خاص طور پر لوگوں کی نظریں اٹھیں، اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ارباب تحقیق کو اس سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ سید صاحب کی نظر تاریخ ہند بھی کتنی گہری ہے۔ اس مضمون کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔(۱۶)

۱۹۱۹ء میں سید صاحب نے سید الاحرار مولانا فضل الحسن حسرت موہانی کی رہائی کی تقریب میں ''نظر بندانِ اسلام'' کے عنوان سے معارف کے کئی شماروں میں ایک مضمون لکھا جو بہت پسند کیا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں سید صاحب نے ''خلافت عثمانیہ اور دنیائے اسلام'' اور ''خلافت اور ہندوستان'' کے عنوان سے دو اہم تاریخی مضامین معارف کے کئی شماروں میں لکھے، جو علیحدہ علیحدہ رسالوں کی صورت میں بھی شائع ہوئے، ان رسالوں سے تحریکِ خلافت کو بڑی مدد ملی۔(۱۷) ۱۹۲۸ء میں سید صاحب نے ''ہندوستان اور علم حدیث'' کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا جو دلچسپی سے پڑھا گیا، اس موضوع پر اردو میں یہ پہلا مضمون تھا، اس کی اشاعت کے بعد دوسرے اہلِ قلم نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا۔(۱۸)

دسمبر ۱۹۳۲ء کے معارف میں سید صاحب نے اسلامی ہند کی مکمل تاریخ کی تدوین و ترتیب کا ایک خاکہ ملک کے سامنے پیش کیا۔ آپ لکھتے ہیں:

> '' ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اور سلاطین اسلام کی بادشاہی اور حکومت اور مسلمانوں نے اس ملک کو جو ترقی دی اور یہاں جو تمدن پیدا کیا ان سب کی ایک مفصل و مکمل اسلامی تاریخ کی ضرورت تاریخی، علمی، قومی اور سیاسی ہر حیثیت سے روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ لیکن

یہ کام اس قدر اہم ہے کہ اس کو صرف شخصی ہمت سے انجام دینا مشکل ہے۔ارباب نظر کی نگاہیں اس کے لیے برابر دارالمصنفین پر پڑ رہی ہیں،دارالمصنفین نے اب تک اس خدمت کے انجام دینے سے اس لیے پہلوتہی کی کہ اس کے لیے گرانقدر مصارف کی ضرورت ہے،جس کے لیے اس کا موجودہ سرمایہ کافی نہیں۔اس کام کے لیے اس کو جو ضرورت درپیش ہے اس کا مختصر خاکہ حسبِ ذیل ہے:

۱۔ تاریخ ہند کے غیر مطبوعہ قلمی نسخوں کی فراہمی اس کی نقل اور ہو سکے تو اس کی خریداری۔

۲۔ تاریخ کی جو مطبوعہ کتابیں ہیں ہمارے پاس نہیں ہیں ان کو حاصل کرنا۔

۳۔ یورپین زبانوں میں قدیم یورپین سیاحوں نے مغلوں کے عہد کے جو احوال لکھے ہیں یا آج کل انگریزی میں ہندوستان کی جو قابل ذکر تاریخیں لکھی گئی ہیں ان کو خرید کر یا ہدیۃً حاصل کرنا۔

۴۔ مرہٹوں اور سکھوں نے اپنے اپنے عہد کے جو تاریخی مواد فراہم کیے ہیں ان کو جمع کرنا۔

۵۔ مختلف کتب خانوں میں ہندوستان کی تاریخ کے متعلق جو نادر قلمی کتابیں موجود ہیں سفر کر کے ان کا مطالعہ اور ان سے مواد فراہم کرنا۔

۶۔ کتابوں کی ترتیب و تدوین کے لیے چند لائق اشخاص کی خدمت مناسب معاوضہ پر حاصل کرنا۔

۷۔ تیار شدہ کتابوں کو چھاپ کر شائع کرنا۔(۱۹)

سید صاحب کی ان تجاویز کی پورے ملک نے تائید کی،چنانچہ دارالمصنفین نے بعض اہل قلم کی خدمات حاصل کر کے اس اہم کام کو شروع کیا۔(۲۰)

ذیل میں ہم سید صاحب کے ان مضامین کی فہرست پیش کرتے ہیں جو معارف،اعظم

گڑھ کی زینت بنے۔(۲۱)

مقالات ومضامین سید سلیمان ندوی مطبوعہ معارف اعظم گڑھ

نمبر شمار	جلد	شمارہ نمبر	تاریخ	عنوان
۱۔	۱	۱	جولائی ۱۹۱۶ء	روزہ
۲۔	۱	۲	اگست ۱۹۱۶ء	قرآن مجید پر تاریخی اعتراضات (آزر)
۳۔	۱	۳	ستمبر ۱۹۱۶ء	خواب تمنا
۴۔	۱	۳	ایضاً	قرآن مجید پر تاریخی اعتراضات (مریم بنت عمران، اخت ہارون)
۵۔	۱	۴	اکتوبر ۱۹۱۶ء	کشف حقیقت
۶۔	۱	۵	نومبر ۱۹۱۶ء	ایضاً
۷۔	۱	۶	دسمبر ۱۹۱۶ء	سیر الصحابہ کی تدوین وتالیف
۸۔	۱	۷	جنوری ۱۹۱۷ء	جنت سبا
۹۔	۱	۸	فروری ۱۹۱۷ء	اسلامی ہندوستان کا عہد آخر اور علوم جدیدہ
۱۰۔	۱	۱۰	اپریل ۱۹۱۷ء	نظام اور اس کا فلسفہ
۱۱۔	۱	۱۱	مئی ۱۹۱۷ء	ارض القرآن
۱۲۔	۱	۱۲	جون ۱۹۱۷ء	اہل السنۃ والجماعۃ
۱۳۔	۲	۱	جولائی ۱۹۱۷ء	ایضاً
۱۴۔	۲	۲	اگست ۱۹۱۷ء	ایضاً
۱۵۔	۲	۳	ستمبر ۱۹۱۷ء	ایضاً
۱۶۔	۲	۴	اکتوبر ۱۹۱۷ء	حسین بن منصور حلاج کی تاریخی شخصیت
۱۷۔	۲	۵	نومبر ۱۹۱۷ء	مسلمانان ہند کی تنظیم مذہبی
۱۸۔	۲	۶	دسمبر ۱۹۱۷ء	وصایائے شاہ ولی اللہ دہلوی

۱۹۔	۲	۷	جنوری ۱۹۱۸ء	ہندوؤں اور عربوں کے تعلقات علمی
۲۰۔	۲	۸	فروری ۱۹۱۸ء	سلطان ٹیپو
۲۱۔	۲	۱۱	مئی ۱۹۱۸ء	ہندوؤں کی علمی و تعلیمی ترقی
۲۲۔	۲	۱۲	جون ۱۹۱۸ء	ایضاً
۲۳۔	۳	۱	جولائی ۱۹۱۸ء	ہندوؤں کی علمی و تعلیمی ترقی میں مسلمانوں کی کوششیں
۲۴۔	۳	۲	اگست ۱۹۱۸ء	ایضاً
۲۵۔	۳	۳	ستمبر ۱۹۱۸ء	ہندوؤں کی علمی و تعلیمی ترقی (ہندو فارسی شعراء)
۲۶۔	۳	۴	اکتوبر ۱۹۱۸ء	ہندوؤں کی علمی و تعلیمی ترقی (ہندو ادبائے فارسی)
۲۷۔	۳	۵	نومبر ۱۹۱۸ء	ہندوؤں کی علمی و تعلیمی ترقی (ہندو علوم عقلیہ)
۲۸۔	۳	۶	دسمبر ۱۹۱۸ء	ہندوؤں کی علمی و تعلیمی ترقی (ہندو اور طب و تصوف و موسیقی و مصوری)
۲۹۔	۳	۷	جنوری ۱۹۱۹ء	ہمارے موجودہ نظر بندان اسلام
۳۰۔	۳	۸	فروری ۱۹۱۹ء	نظر بندان اسلام (بتقریب رہائی سید الاحرار سید فضل الحسن حسرت موہانی)
۳۱۔	۳	۹	مارچ ۱۹۱۹ء	ہمارے موجودہ نظر بندان اسلام
۳۲۔	۴	۳	ستمبر ۱۹۱۹ء	مجسمہ اور تصویر کے متعلق اسلام کا شرعی حکم
۳۳۔	۴	۴	اکتوبر ۱۹۱۹ء	ایضاً
۳۴۔	۴	۵	نومبر ۱۹۱۹ء	تاریخ وفات نبوی
۳۵۔	۵	۶	جون ۱۹۲۰ء	انڈیا آفس لائبریری میں اردو کا خزانہ
۳۶۔	۶	۳	ستمبر ۱۹۲۰ء	عورت اور اسلام
۳۷۔	۶	۴	اکتوبر ۱۹۲۰ء	آیت استخلاف
۳۸۔	۶	۶	دسمبر ۱۹۲۰ء	خلافت اور ہندوستان
۳۹۔	۷	۱	جنوری ۱۹۲۱ء	تشکیلات الاسلام

۴۰۔	۷	۲	فروری ۱۹۲۱ء	مسئلہ خلافت کے متعلق چند شکوک کا ازالہ
۴۱۔	۷	۲	ایضاً	تشکیلات الاسلام
۴۲۔	۸	۳	ستمبر ۱۹۲۱ء	سلاطین اسلام کے بیعت نامے
۴۳۔	۸	۴	اکتوبر ۱۹۲۱ء	خلافت آل عثمان اور ہندوستان
۴۴۔	۸	۵	نومبر ۱۹۲۱ء	خلافت اسلامیہ اور دنیائے اسلام
۴۵۔	۸	۶	دسمبر ۱۹۲۱ء	خلافت عثمانیہ اور دنیائے اسلام
۴۶۔	۹	۲	فروری ۱۹۲۲ء	ایضاً
۴۷۔	۹	۳	مارچ ۱۹۲۲ء	ایضاً
۴۸۔	۹	۴	اپریل ۱۹۲۲ء	ایضاً
۴۹۔	۹	۵	مئی ۱۹۲۲ء	علمائے روس
۵۰۔	۹	۶	جون ۱۹۲۲ء	دنیائے اسلام اور مسیحیت
۵۱۔	۱۰	۵	نومبر ۱۹۲۲ء	دنیائے اسلام میں ذہنی انقلاب
۵۲۔	۱۲	۱	جولائی ۱۹۲۳ء	محبت الٰہی اور اسلام
۵۳۔	۱۲	۴	اکتوبر ۱۹۲۳ء	جزیرۃ العرب
۵۴۔	۱۲	۵	نومبر ۱۹۲۳ء	ارض حرم اور اس کے احکام ومصالح قرآن مجید کی روشنی میں
۵۶۔	۱۲	۶	دسمبر ۱۹۲۳ء	ایضاً
۵۷۔	۱۳	۱	جنوری ۱۹۲۴ء	ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا؟
۵۸۔	۱۳	۲	فروری ۱۹۲۴ء	شعر العجم اور عمر خیام
۵۹۔	۱۳	۴	اپریل ۱۹۲۴ء	سیرۃ نبوی کی ایک نظر پر نظر
۶۰۔	۱۳	۵	مئی ۱۹۲۴ء	ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا؟
۶۱۔	۱۴	۲	اگست ۱۹۲۴ء	ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کیونکر ہوئی؟
۶۲۔	۱۴	۴	اکتوبر ۱۹۲۴ء	بدنصیب کشمیر اور عدل شاہجہان
۶۳۔	۱۴	۵	نومبر ۱۹۲۴ء	سلاطین نجد اور ان کا مذہب

۶۴۔	۱۵	۵	مئی ۱۹۲۵ء	ملک عرب کی تعلیمی حالت
۶۵۔	۱۶	۱	جولائی ۱۹۲۵ء	شغل تکفیر
۶۶۔	۱۶	۲	اگست ۱۹۲۵ء	عالم اسلام کی تنظیم کا مسئلہ اور مسلمانوں کا انتشارِ خیال
۶۷۔	۱۶	۳	ستمبر ۱۹۲۵ء	ایضاً
۶۸۔	۱۶	۵	نومبر ۱۹۲۵ء	نظم ملت
۶۹۔	۱۶	۶	دسمبر ۱۹۲۵ء	مسلمانوں کی بے تعصبی کی ایک اور دستاویز
۷۰۔	۱۷	۱	جنوری ۱۹۲۶ء	محمد بن عمر واقدی اور سیرہ میں علمائے مستشرقین کی ایک نئی غلطی
۷۱۔	۱۷	۲	فروری ۱۹۲۶ء	مدراس کا تیسرا خطبہ (احادیث وسیر کی تحریری تدوین)
۷۲۔	۱۷	۳	مارچ ۱۹۲۶ء	جمعیۃ العلماء کا خطبہ صدارت
۷۳۔	۱۷	۴	اپریل ۱۹۲۶ء	احکام القرآن
۷۴۔	۱۸	۴	اکتوبر ۱۹۲۶ء	حجاز کے کتب خانے
۷۵۔	۱۸	۵	نومبر ۱۹۲۶ء	ایضاً
۷۶۔	۱۸	۶	دسمبر ۱۹۲۶ء	ایضاً
۷۷۔	۱۹	۱	جنوری ۱۹۲۷ء	پھر واقدی (امام زہری پر پروفیسر گولیم کا خط بنام اڈیٹر اسلامک ریویو، ووکنگ)
۷۸۔	۱۹	۲	فروری ۱۹۲۷ء	مسلمان حکما اور یونانی مذاہب فلسفہ
۷۹۔	۱۹	۴	اپریل ۱۹۲۷ء	مسلمان عورتوں کے حقوق کا مسئلہ (خیار و خلع وطلاق وتفریق میں)
۸۰۔	۱۹	۵	مئی ۱۹۲۷ء	ایضاً
۸۱۔	۱۹	۶	جون ۱۹۲۷ء	مسئلہ حقوق نسواں (کیا باپ کو اپنی لڑکی کے نکاح کا کامل اختیار ہے؟)
۸۲۔	۲۰	۲	اگست ۱۹۲۷ء	مسلمان عورتوں کے حقوق کا مسئلہ